

پھر کچھ اک دل کو بیکراہی ہے سینہ جو یاسے زخم کاری ہے
 پھر جگر کھودنے لگا ناخن آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے
 قبلہ مقصدِ نگاہِ نیاز پھر وہی پردہِ عماری ہے
 چشم، دلالِ جنسِ رسوائی دل، خریدارِ ذوقِ خواری ہے
 وہی صد رنگِ نالہ فرسائی وہی صد گونہ اشکباری ہے
 دل، ہوائے خرمِ ناز سے پھر محشرِ ستانِ بیکراہی ہے
 جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے روزِ بازارِ جانِ پیاری ہے
 پھر اُسی بیوفا پہ مرتے ہیں پھر وہی زندگی سمہاری ہے
 پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز گرم بازارِ فوجداری ہے
 ہو رہا ہے جہان میں اندھیر زلف کی پھر سرشتہ داری ہے
 پھر دیا پارہ جگر نے سوال ایک فریاد و آہ و زاری ہے
 پھر ہوئے ہیں گواہِ عشقِ طلب اشک باری کا حکم جاری ہے
 دل و مرثاں کا جو مقدمہ تھا آج پھر اُس کی رو بکاری ہے
 بے خودی بے سبب نہیں غالب! کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ا۔ شرح : پھر دل جلوہ حُسن کے لیے بیکراہ ہو رہا ہے اور سینے کو
 پھر کاری زخم کھانے کی تڑپ ہے، گویا میں پھر کسی کی نگاہِ ناز کا ہدف